بسم اللہ الرحمن الرحیم

دادی کے زیر کفالت نابالغ بچہ فقط ہبہ (گفٹ) کے الفاظ سے چیز کا مالک ہو جاتا ہے۔

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہماری والدہ کا اپنا ذاتی مکان تھا، جس میں والدہ کے ساتھ ان کا پوتا بھی رہتا تھا، جوکہ اپنے والدین کی وفات کے بعد اپنی دادی کے زیرِکفالت تھا۔ کچھ عرصہ قبل جب وہ بچہ بالکل ناسمجھ ونابالغ تھا، والدہ نے اپنی ساری اولاد کی موجودگی میں یہ کہا تھا کہ "میں یہ مکان اپنے پوتے کی ملکیت کرتی ہوں، یہ ہی اس مکان کا مالک ہے۔" ان کی اس بات پر ہم سب رضامند ہو گئے۔ اب والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، تو شرعی رہنمائی درکار ہے کہ کیا وہ مکان بھی والدہ کی دیگر جائیداد کے ساتھ وراثت میں شمار ہوگا یا فقط پوتے کی ملکیت شمار ہوگا؟

جواب

پوچھی گئی صورت میں وہ مکان فقط پوتے کی ملکیت شمار ہوگا، وراثت کے طور پر تقسیم نہیں ہوگا۔

مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ شرعی طور پر نابالغ بچے کا ولی جیسے باپ یا دادا وغیرہ، اسی طرح اس کی کفالت وپرورش کرنے والا اگر مکان وغیرہ کوئی چیز نابالغ کو ہبہ (gift) کرے، تو محض اس کے ہبہ وتملیک کے الفاظ کہنے سے ہبہ شرعاً مکمل ہوجاتا ہے اور نابالغ بچہ اس موہوبہ (گفٹ کی گئی) چیز کا مالک بن جاتا ہے، اگرچہ ہبہ کرنے والا اس مکان میں ہی رہائش پذیر ہو یا اس کا سامان اسی میں پڑا ہو۔ اب پوچھی گئی صورت میں اگرچہ دادی کو پوتے پر شرعی لحاظ سے ولایت حاصل نہیں، لیکن چونکہ پوتا ان کی زیرِکفالت تھا، اس لئے ان کے الفاظِ تملیک (میں یہ مکان اپنے پوتے کی ملکیت کرتی ہوں) کہتے ہی پوتا اس مکان کا مالک بن گیا، لہذا اس مکان کو بطور وراثت تقسیم نہیں کیا جائے گا۔

نابالغ بچے کا ولی یا کفیل اسے کوئی چیز ہبہ کریں، تو محض الفاظِ ہبہ کہنے سے ہبہ تام ہوجائے گا۔ عنایہ شرح ہدایہ میں ہے: "(وإذا وهب الأب لابنه الصغير هبة ملكها الابن بالعقد۔۔۔ وكذلك كل من يعوله) نحو الاخ والعم والاجنبی، جاز له قبض الهبة لاجل اليتيم" ترجمہ: اگر باپ اپنے نابالغ بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کرے، تو بیٹا محض عقد سے ہی اس کا مالک بن جائے گا۔ یہی حکم ہر اس شخص کا ہے جو بچے کی کفالت کرنے والا ہو، جیسے بھائی، چچا یا کوئی اجنبی شخص، کہ اسے بھی یتیم کے لیے ہبہ پر قبضہ کرنا جائز ہے۔ (العنایۃ شرح الهدایۃ، ج 9، ص 33، دار الفکر، بیروت)

شرح مجلہ میں ہے: "يملك الصغير والصغيرة المال المعلوم الذي وهبه إياه أو تصدق به وليه كأبيه وجده أو وصيه أو مربيهما يعني من هو في حجره وتربيته، سواء أكان أقرباء الصغير والصغيرة كأخيهما وعمهما وخالهما أم من الأجانب، بمجرد

الإيجاب أي بقول الواهب: وهبت "ترجمہ: نابالغ لڑکا اور لڑکی فقط ایجاب یعنی ہبہ کرنے والے کے یوں کہنے سے کہ "میں نے ہبہ کیا" اس معلوم مال کے مالک بن جاتے ہیں جوان کے ولی جیسے باپ، دادا، یا ولی کے وصی، یا ان کی پرورش کرنے والا یعنی جس کی نگرانی اور تربیت میں وہ ہوں، انہیں ہبہ کرے یا صدقہ دے، **چاہے پرورش کرنے والا نابالغ بچے اور بچی کا رشتہ دار ہو، جیسے بھائی، چچا یا ماموں، یا کوئی اجنبی ہو۔**

مذکورہ بالا عبارت میں "مربیہ" کی وضاحت کے حوالے سے شرح مجلہ میں ہے: "فقد استعمل هنا في معنى من لم يكن وليا ولا وصيا" ترجمہ: **یہاں اس لفظ کو ایسے شخص کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے جو نہ ولی ہو اور نہ وصی۔** (درر الحکام فی شرح مجلۃ الأحکام، ج 2، ص 419، دار الجیل، بیروت)

بچہ دادی کے زیر کفالت ہو تو اس کے ہبہ کرنے کی صورت میں بھی محض عقدِ ہبہ سے ہبہ تام ہو جائے گا اور اس کا قبضہ بچے کا قبضہ کہلائے گا۔ **امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الاصل میں ذکر فرماتے ہیں:** "قلت: أرأيت يتيماً صغيرا في عيال أمه وهبت له أمه عبدا أو متاعا أو غيره من الهبة وهو معلوم وأشهدت على ذلك وأبوه ميت أتجوز هبتها ولا وصي له؟ قال نعم. قلت و قبض الام له قبض؟ قال نعم. قلت: وهی فی ذلک بمنزلة الاب لو كان حيا، قال نعم. قلت: و كذلك لو كان في عيال جده أبي أبيه أو أبي أمه أو في عيال جدته؟ قال نعم" ترجمہ: **(امام محمد فرماتے ہیں) میں نے کہا: آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر ایک چھوٹا یتیم بچہ اپنی ماں کی زیر کفالت ہو، اس کی ماں اسے کوئی غلام یا سامان یا کوئی اور چیز ہبہ کرے اور وہ چیز معلوم بھی ہو اور ماں نے اس پر گواہ بھی بنا لیا، جبکہ اس کا باپ فوت ہو چکا ہو، تو کیا اس کی ماں کا یہ ہبہ درست ہو گا، جبکہ اس کا کوئی وصی بھی موجود نہ ہو؟ تو (امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے) فرمایا: جی ہاں (درست ہو گا)۔** میں نے کہا: کیا ماں کا قبضہ اس بچے کا قبضہ شمار ہو گا؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔ میں نے کہا: کیا اگر باپ زندہ ہوتا تو تب بھی وہ اس معاملے میں باپ کے قائم مقام ہوتی؟ فرمایا: ہاں۔ **میں نے کہا: اسی طرح اگر وہ بچہ اپنے دادا یا نانا، یا دادی / نانی کی زیر کفالت ہو، تو تب بھی یہی حکم ہو گا؟ تو فرمایا: جی ہاں (تب بھی درست ہو گا)۔** (الأصل للشیبانی، ج 3، ص 369، مطبوعہ بیروت)

مذکورہ مسئلے میں ولی و کفیل کا قبضہ نابالغ کے قبضے کے قائم مقام کیوں ہوتا ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام فخر الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ولو وهب من ابنه الصغير دارا والأب ساكنها ومتاعه فيها جازت الهبة وملكها الابن بمجرد قوله وهبتها له، لأنها في يده وسكناه ومتاعه فيها لا ينافي يده بل يقررها فتكون هي في قبضه وهو الشرط۔۔۔ وكذا كل من يعوله، لأن التصرف نفع محض ولمن في يده ضرب ولاية حتى كان له تأديبه وتسليمه في صناعة، فيملك التصرف النافع، فينفرد بتمليكه ويملكه الصغير بمجرد الهبة إذا كان في يد الواهب، كما في الأب" ترجمہ: **اگر کسی شخص نے اپنے نابالغ بیٹے کو گھر ہبہ کیا، جبکہ باپ خود اس میں رہائش پذیر ہو اور اس کا سامان بھی اسی میں موجود ہو، تو یہ ہبہ جائز ہے اور بیٹا محض باپ کے یوں کہنے سے ہی اس کا مالک بن گیا، کہ "میں نے یہ اسے ہبہ کر دیا"،** کیونکہ وہ گھر باپ ہی کے قبضے میں ہے اور اس کا وہاں رہنا اور اس کے سامان کا وہاں موجود ہونا بیٹے کے قبضے کے منافی نہیں، بلکہ یہ تو قبضے کو مزید پختہ کرتا ہے، لہٰذا وہ گھر بچے کے قبضہ میں ہی ہے اور یہ ہی (ہبہ کے

درست ہونے کے لیے) شرط ہے۔ **اسی طرح ہر وہ شخص جس کی پرورش میں بچہ ہو،** کیونکہ یہ تصرف خالص نفع کا ہے اور جس کے پاس بچہ ہو اسے ایک طرح کی ولایت و سرپرستی حاصل ہوتی ہے، یہاں تک کہ وہ اس کی تربیت کر سکتا ہے اور اسے کسی پیشے میں لگا سکتا ہے، تو وہ فائدہ مند تصرف کا بھی حق رکھتا ہے، لہذا وہ بچے کو مالک بنا سکتا ہے اور بچہ محض ہبہ کرنے سے ہی مالک بن جائے گا، بشرطیکہ وہ چیز ہبہ کرنے والے کے قبضے میں ہو، جیسا کہ باپ کے معاملے میں ہے۔ (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، ج 5، ص 96، المطبعۃ الکبری، قاھرہ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: "اگر نابالغ تھا تو باپ نے جس وقت ہبہ نامہ لکھ دیا، اس سے پہلے جس وقت زبانی کہا میں نے ہبہ کیا، معاً ہبہ کرتے ہی بیٹا مالک ہوگیا، اگرچہ باپ نے ایک آن کو مکان نہ خالی کیا، نہ قبضہ دیا کہ اس صورت میں باپ کا قبضہ ہی بیٹے کا قبضہ ہے اور رجوع ناممکن۔ (فتاوی رضویہ، جلد 19، صفحہ 361، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حبیب الفتاوی میں ہے: "ہبہ کردہ شئ کے مالک ہونے کے لئے موہوب لہ کا اس کو قبول کرنا اور تمام ہبہ کے لئے اس کا اس شئ پر قبضہ کرنا اگرچہ ضروری ہے، لیکن اگر نابالغ و نابالغہ کا ولی خود اس کے لئے ہبہ کرے، تو یہ ہبہ محض عقدِ ہبہ ہی سے تمام و صحیح ہو جاتا ہے، **چونکہ ولی کا قبضہ نابالغ و نابالغہ کے قبضہ کا قائم مقام شرعاً قرار دیا گیا ہے۔**" (حبیب الفتاوی، ج 3، ص 392، شبیر برادرز، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: Pin-7744

تاریخ اجراء: 03 ذو القعدۃ الحرام 1447ھ / 21 اپریل 2026ء